حفاظت قرآن کریم

فریدہ سلطانہ: ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامی، جناح یونیورسٹی برائے خواتین کراچی

قرآن کریم بحمد اللہ نزول کے وقت سے آج تک بعینہ وبلفظہ محفوظ ہے اور قیامت تک اسی طرح محفوظ وموجود رہے گا کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لے رکھا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظونO (۱)

بیشک ہم نے ذکر (قرآن) نازل کیا اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

قرآن ہر طرح کی تحریف اور تغیر وتبدل سے پاک اور اپنی اصلی شکل میں موجود ہے۔ اس میں کسی چیز کی کمی بیشی ممکن نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لایاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه (۲)

باطل نہ اس کے آگے سے آ سکتا ہے اور نہ پیچھے سے۔

حفاظت قرآن کے وعدہ الٰہی **انا له لحفظون** کا ماحصل بھی یہی ہے۔ سابقہ کتب سماویہ میں سے کسی کتاب کی حفاظت کا اتنا اہتمام نہیں کیا گیا جتنا قرآن مجید کی حفاظت کا اہتمام کیا گیا ہے یہاں تک کہ اس کے پڑھنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے میں محفوظ کرنے کی ذمہ داری بھی اللہ کی طرف سے خود لی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان علینا جمعه وقرآنه O (۳)

بلاشبہ اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔

مذکورہ بالا آیت کی رو سے جمع کے دو معنی ہیں:

۱۔ قرآن کا حفظ کرنا اور سینہ میں جگہ دینا۔

۲۔ لکھنا (کتابت)

عبدالعظیم زرقانی رقم طراز ہیں:

کلمة جمع القرآن تطلق تارةً ویراد منها حفظهُ واستظهاره فی الصدور. وتطلق تارةً

اُخریٰ ویراد منها کتابته کله حروفا و کلمات و آیات وسوراً. هذا جمع فی الصحائف والسطورو ذاک جمع فی القلوب و الصدور.(۴)

جمع القرآن مطلق بول کر کبھی قرآن کا حفظ اور اس کو بغیر دیکھے پڑھنا مراد لیا جاتا ہے اور کبھی مطلق بول کر پورے قرآن کے حروف، کلمات، آیات اور سورتوں کا لکھنا مراد لیا جاتا ہے اور اس کو صحیفوں اور سطروں میں (لکھ کر) جمع کرنا کہا جاتا ہے اور اسے (پہلے کو) دلوں اور سینوں میں جمع کرنا کہتے ہیں۔

جمع قرآن کے دو عہد ہیں:

ا۔ عہد نبوی ﷺ

۲۔ عہد خلفائے راشدین

ا۔ جمع قرآن عہد نبوی ﷺ میں:

عہد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں قرآن کے جمع اور اس کی حفاظت کی دو صورتیں تھیں:

(الف) جمع القرآن فی الصدور یعنی حفظ کرنا اور سینوں میں محفوظ کرنا۔

(ب) جمع القرآن فی السطور یعنی تحریر و کتابت کی صورت میں محفوظ کرنا۔

(الف) جمع القرآن فی الصدور

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قرآن کریم کو محفوظ کرنے کے لیے شروع سے ہی اس کے حفظ کرنے پر بہت زیادہ توجہ دی گئی چونکہ قرآن کریم ایک ہی مرتبہ مکمل طور پر نازل نہیں ہوا بلکہ تیئیس (۲۳) سال تک بتدریج حسب ضرورت نازل ہوتا رہا اس لئے عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اسے تحریری طور پر کتابی صورت میں محفوظ کرنا ناممکن تھا چنانچہ حافظوں کے سینوں کے ذریعے اس کی حفاظت کی گئی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

بل هو آیٰت بینٰت فی صدور الذین اوتوا العلم (۵)

(بلکہ یہ (قرآن) تو روشن آیتیں ہیں جو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہیں)

صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

...و انزلت علیک کتابا لا یغسله الماء ... (۶)

(اور میں تم پر ایک ایسی کتاب نازل کروں گا جسے پانی نہیں دھو سکے گا)

یعنی قرآن کو حافظوں کے سینوں میں اس طرح محفوظ کر دیا جائے گا کہ حوادث زمانہ کی وجہ سے ضائع ہونے سے محفوظ رہے گا کیونکہ اوراق پر مکتوب حروف مٹ سکتے ہیں اور پانی سے زائل ہو سکتے ہیں لیکن سینوں میں محفوظ قرآن کو پانی بھی نہیں مٹا سکتا۔

چنانچہ عہد رسالت میں حفاظت قرآن کے لیے حفظ پر زور دیا گیا۔

ابتداء میں نزول وحی کے وقت آپ ﷺ یاد کرنے کی غرض سے قرآن کے الفاظ کو جلدی جلدی دھراتے تھے تاکہ کوئی حرف یاد کرنے سے رہ نہ جائے۔

اس پر ارشاد ربانی ہے:

لاتحرک به لسانک لتعجل بهO ان علینا جمعه وقرانه O فاذا قرأنٰه فاتبع قرانهO(۷)

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ قرآن کو جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں۔ بے شک اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔ جب ہم اسے پڑھ لیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پڑھنے کی پیروی کریں)

چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام کے بعد آپ ﷺ اسے پڑھتے اور قرآن بوعدۂ الٰہی آپ ﷺ کے سینہ مبارک میں محفوظ ہو جاتا اور ہر طرح کی بھول چوک سے بھی اس کی حفاظت فرما دی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

سنقرئک فلا تنسیٰO (۸)

(ہم تجھے پڑھائیں گے پھر تو نہ بھولے گا)

آپ ﷺ صحابہ کے سامنے قرآن کی تلاوت فرماتے اور صحابہ کرام اسے زبانی یاد کر لیتے۔

آپ ﷺ سب سے پہلے قرآن کے حافظ تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے ساتھ ہر سال ماہ رمضان میں ایک مرتبہ قرآن کا دور کیا کرتے تھے لیکن سال وفات میں حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کے ساتھ دو مرتبہ دور کیا۔

صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

عن ابی هریرة قال: کان یعرض علی النبی صلی الله علیه وسلم القرآن کل عام مرة فعرض علیه مرتین فی العام الذی قبض (۹)

ابو ہریرہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا:

حضرت جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے ساتھ ہر سال (ماہ رمضان میں) ایک مرتبہ قرآن کا دور کرتے تھے لیکن جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس سال دو مرتبہ دور کیا۔)

آنحضرت ﷺ صحابہ کرام کو قرآن پڑھاتے، زبانی یاد کراتے اور ان سے سنتے رہتے تھے۔

صحابہ کرام بھی اسے ذوق وشوق سے پڑھتے اور زبانی یاد کرتے۔ ان کا یہ شوق اتنا بڑھ گیا کہ وہ ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔ قرآن کریم ایک دوسرے کو سناتے اور نماز میں اس کی تلاوت کرتے۔ حضور ﷺ اس سلسلے میں ان کی حوصلہ افزائی فرماتے، جس کو زیادہ قرآن یاد ہوتا اسے دوسرے صحابہ کو پڑھانے پر مقرر فرماتے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال عبادة بن الصامت رضی الله عنه: كان الرجل اذا هاجر دفعه النبی صلی الله علیه وسلم الی منا یعلمه القرآن، وكان یسمع لسمجد رسول الله ﷺ ضجّة بتلاوة القرآن حتی امرهم رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یخفضوا أصواتهم لئلا یتغالطوا (١٠)

(عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص ہجرت کر کے آتا تو نبی کریم ﷺ اسے ہم میں سے کسی صحابی کے حوالے فرما دیتے تاکہ وہ اسے قرآن کی تعلیم دے، مسجد رسول اللہ ﷺ میں تلاوت قرآن کی وجہ سے شور سنائی دیتا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ اپنی آوازوں کو پست رکھو تاکہ وہ ایک دوسرے کو مغالطے میں نہ ڈالیں)

عربوں کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی قوت حافظہ عطا فرمائی تھی ان کی یہ قوت حافظہ قرآن کی حفاظت میں بہت مد ومعاون ثابت ہوئی چنانچہ جلد ہی انھوں نے قرآن کو اپنے سینے میں محفوظ کر لیا۔ عہد رسالت ہی میں صحابہ کی ایک جماعت نے پورا قرآن حفظ کر لیا تھا اور بے شمار صحابہ نے قرآن کے مختلف حصے یاد کر رکھے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ حیات میں جن صحابہ نے قرآن کریم حفظ کیا ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

مہاجرین حفاظ صحابہ

...الخلفاء الا ربعة (حضرت ابو بكر رضی الله عنه، حضرت عمر فاروق رضی الله عنه، حضرت عثمان رضی الله عنه، حضرت علی رضی الله عنه) وطلحة وسعدا و ابن مسعود و حذیفة و سالما و اباهریرة و عبد الله بن السائب والعبادلة (عبد الله بن عباس، عبد الله بن عمرو بن العاص، عبد الله بن عمر، عبد الله بن الزبیر رضی الله عنهم)... و عائشة و حفصة وام سلمة ... (١١)

زرقانی نے مذکورہ بالا اسماء کے علاوہ درج ذیل مہاجرین حفاظ صحابہ کے نام بھی تحریر کئے ہیں:

... عمرو بن العاص و معاویة ... (۱۲)

انصار حفاظ صحابہ

الاتقان میں حسب ذیل انصار حفاظ صحابہ کے نام تحریر ہیں:

عبادة بن الصامت و معاذ الذی یکنی ابا حلیمة و مجمع بن جاریة و فضالة عبید و مسلمة بن مخلد ... (۱۳)

زرقانی نے درج ذیل انصار حفاظ صحابہ کے اسماء تحریر کئے ہیں:

...ابی بن کعب و معاذ بن جبل و زید بن ثابت و ابو الدرداء و مجع بن حارثه وانس بن مالک و ابو زید... (۱۴)

عہد نبوی ﷺ میں سینکڑوں حفاظ قرآن تھے، جن کی کثرت تعداد کا اندازہ جنگ یمامہ اور عہد نبی کریم ﷺ میں بئر معونہ کے واقعہ میں شہید ہونے والے حفاظ قرآن کی تعداد سے لگایا جاسکتا ہے۔ الاتقان میں مذکور ہے:

...قد قتل یوم الیمامة سبعون من القراء وقتل فی عهد النبی صلی الله علیه وسلم بئر معونة مثل هذا العدد ... (۱۵)

(یمامہ کے معرکہ میں ستر قاری اور عہد نبوی ﷺ میں جنگ بئر معونہ کے موقع پر اتنے ہی حفاظ قرآن شہید ہوئے)

امت محمدیہ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ قرآن ان کے سینوں میں محفوظ ہے۔

زمانہ نزول قرآن سے لے کر آج تک بے شمار افراد قرآن کو حفظ کرتے رہے ہیں اور ابدالآباد تک یہ سلسلہ جاری رہے گا اور قرآن تغیر وتبدل کے بغیر اسی طرح محفوظ رہے گا جیسا کہ نازل ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولا مبدل لکلمات الله○ (۱٦)

(اور اللہ کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں)

جمع قرآن فی السطور عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں:

حفاظت قرآن کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حفظ کے ساتھ ساتھ اس کی کتابت کا بھی اہتمام فرمایا اور نزول کے وقت سے ہی اس کو لکھوانا شروع کر دیا تھا۔

قرآن کریم کا جو حصہ نازل ہوتا آپ ﷺ اسے خود یاد فرمالیتے، صحابہ کو بھی یاد کرا دیتے اور اس کو لکھنے کا حکم

فرماتے۔ جو صحابہ کرام لکھنا جانتے تھے اس کو لکھ لیتے۔

علاوہ ازیں آپ ﷺ نے کچھ صحابہ کرام کو جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے نازل شدہ وحی یعنی قرآن پاک لکھنے کے لئے مقرر فرمایا تھا جو کاتبین وحی کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں۔

ابن قیم نے درج ذیل کاتبین وحی کے اسمائے گرامی تحریر کئے ہیں:

ابو بکر وعمر وعثمان وعلی والزبیر وعامر بن فهیرة وعمر وبن العاص وابی بن کعب وعبد اللہ بن الارقم وثابت بن قیس بن شماس وحنظلة بن الربیع الاسدی والمغیرة بن شعبة وعبد اللہ بن رواحة وخالد بن الولید... ومعاویة بن ابی سفیان و زید بن ثابت ... (١٧)

فتح الباری میں درج ذیل کاتبین وحی کے اسمائے گرامی بھی مذکور ہیں:

...عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح ... و خالد و ابان ابنا سعید ابن العاص بن امیة ......ومعیقیب بن ابی فاطمة... و شرحبیل بن حسنة ... (١٨)

مذکورہ بالا صحابہ رضی اللہ عنہم نے مختلف اوقات میں کتابت وحی کی خدمات انجام دیں۔

نزول وحی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کاتبین وحی میں سے کسی کو طلب فرما کر نازل شدہ وحی لکھوا لیتے اور ساتھ ہی آیات کی ترتیب سے بھی آگاہ فرما دیتے کہ ان آیات یا آیت کو کس سورۃ میں کس آیت سے پہلے یا بعد میں لکھیں جو جبریل علیہ السلام کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق ہوتی تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

...فقال عثمان کان رسول اللہ ﷺ مما یاتی علیه الزمان وهو تنزل علیه السور ذوات العدد، فکان اذا نزل علیه الشیء دعا بعض من کان یکتب ، فیقول ضعوا هؤلاء الایات فی السورة التی یذکر فیها کذا و کذا، واذا نزلت علیه الایة فیقول ضعوا هذه الایة فی السورة التی یذکر فیها کذا وکذا (١٩)

(حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا بعض اوقات رسول اللہ ﷺ پر ایک ساتھ مختلف سورتوں کی آیتیں نازل ہوتی تھیں جب آپ پر کچھ قرآن نازل ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وحی لکھنے والوں میں سے کسی کو بلاتے اور فرماتے کہ ان آیتوں کو اس سورۃ میں رکھو جس میں ایسا اور ایسا مذکور ہے اور جب ایک آیت نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اس آیت کو اس سورۃ میں رکھو جس میں ایسا اور ایسا مذکور ہے)

نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں از اول تا آخر کاتبین وحی سے قرآن کریم کی کتابت کروائی تھی جو جبریل علیہ السلام کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق تھی۔

کتابت کے بعد آپ ﷺ اسے سنتے اور صحیح ہونے کا اطمینان کرنے کے بعد اسے صحابہ کو سنا دیا جاتا۔اس کے علاوہ متعدد صحابہ کرام، انفرادی طور پر بھی از خود حضور ﷺ سے سن کر قرآن کریم کو لکھ لیتے تھے۔

قرآن کریم کی کتابت کے لیے مختلف اشیاء استعمال کی جاتی تھیں۔

عبدالعظیم زرقانی نے حسب ذیل اشیاء کے نام تحریر کیے ہیں:

...العسب واللخاف، والرقاع، وقطع الا دیم، وعظام الا کتاف والا ضلاع. ثم یوضع المکتوب فی بیت رسول الله صلی الله علیه وسلم ... (۲۰)

(کھجور کی شاخیں، پتھر کی پتلی پتلی تختیاں، چمڑے کے یا کاغذ کے ٹکڑے، اونٹ یا بکری کے شانے کی چوڑی ہڈیاں اور پسلیاں، جو کچھ لکھا جاتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رکھ دیا جاتا تھا)

غرض یہ کہ عہد نبوی ﷺ میں قرآن لکھ لیا گیا تھا لیکن یہ ایک کتابی شکل میں نہیں تھا بلکہ متفرق اشیاء پر لکھا ہوا تھا۔

آج ہمارے پاس جو قرآن موجود ہے وہ حرف بہ حرف بعینہ وہی ہے جو بواسطہ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتبین وحی سے اسے لکھوایا تھا یہ اسی طرح محفوظ ہے جیسا کہ نازل ہوا تھا۔

جمع قرآن عہد خلافت راشدہ میں

حضرت محمد ﷺ کی وفات تک قرآن ایک کتابی شکل میں جمع نہیں ہوا تھا۔آپ ﷺ کے وصال کے بعد اللہ تعالٰی نے خلفائے راشدین یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ قرآن کی حفاظت فرمائی۔انھوں نے قرآن کی جمع و تدوین کی بڑی اہم خدمات انجام دیں۔اگر یہ حضرات اس طرف توجہ نہ فرماتے تو قرآن کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ تھا۔

اس کام کی ابتداء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے کی۔سطور ذیل میں جمع قرآن کے لئے ان حضرات کی خدمات کو مختصر طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔

جمع قرآن عہد صدیقیؓ میں

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد عہد صدیقی میں پورا قرآن ایک جگہ جمع کیا گیا۔عہد نبوی ﷺ میں قرآن کی

کتابت ہوگئی تھی مگر وہ ایک کتابی شکل میں نہیں تھا بلکہ متفرق اشیاء پر لکھا ہوا تھا۔آپ ﷺ کی وفات کے بعد بہت سے صحابہ کے پاس قرآن کے مکمل اور مرتب نسخے موجود تھے۔علاوہ ازیں بعض صحابہ کے پاس متفرق اور منتشر نوشتے تھے مگر مصحف کی شکل میں نہ تھے۔بعض صحابہ کے پاس قرآنی آیات کے تفسیری جملے بھی لکھے ہوئے تھے۔

حضور ﷺ کے وصال کے بعد جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔جھوٹے نبی مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھیوں سے جنگ کرنا پڑی جس میں مسیلمہ کذاب کو شکست ہوئی لیکن حفاظ اور قراء کی ایک بڑی تعداد شہید ہوگئی یہ جنگ یمامہ کہلاتی ہے۔

چنانچہ حضرت عمرؓ نے قرآن کے ضائع ہونے کے اندیشہ کے پیش نظر حضرت ابو بکرؓ کو قرآن کو ایک جگہ جمع کرنے کا مشورہ دیا۔حضرت ابو بکرؓ کچھ تردد کے بعد اس تجویز پر عمل کرنے پر آمادہ ہوگئے۔

آپ نے اس خدمت کے لیے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔انھوں نے اس خدمت کو حفاظ صحابہ کی مدد سے بڑی محنت اور احتیاط کے ساتھ انجام دیا یہاں تک کہ پورا قرآن ایک جگہ جمع ہوگیا۔

صحیح بخاری میں بروایت حضرت زید بن ثابت یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے:

...زید بن ثابت رضی الله عنه قال: ارسل الیّ ابو بکر مقتل اهل الیمامة، فاذا عمر بن الخطاب عنده، قال ابوبکر رضی الله عنه ان عمر أتانی فقال: ان القتل قد استحر یوم الیمامة بقراء القرآن، وانی اخشی ان یستحر القتل بالقراء بالمواطن، فیذهب کثیر من القرآن، وانی أری ان تامر بجمع القرآن. قلت لعمر: کیف تفعل شیئا لم یفعله رسول الله صلی الله علیه وسلم؟ قال عمر: هذا والله خیر، فلم یزل عمر یراجعنی حتی شرح الله صدری لذلک، ورأیت فی ذلک الذی رأی عمر. قال زید: قال ابو بکر: انک رجل شاب عاقل لا نتهمک، وقد کنت تکتب الوحی لرسول الله ﷺ، فتتبع القرآن فاجمعه. فوالله لو کلفونی نقل جبل من الجبال ما کان اثقل علیّ مما امرنی به من جمع القرآن. قلت: کیف تفعلون شیئا لم یفعله رسول الله ﷺ؟ قال: هو والله خیر، فلم یزل ابو بکر یراجعنی حتی شرح الله صدری للذی شرح له صدر ابی بکر و عمر رضی الله عنهما فتتبعت القرآن اجمعه من العسب واللخاف وصدور الرجال... (۲۱)

(حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا: جنگ یمامہ کے فوراً بعد ابو بکر نے مجھے بلوایا تو اس وقت حضرت عمر بن خطاب ان کے پاس موجود تھے، حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ عمر میرے پاس آئے ہیں

انھوں نے کہا ہے جنگ یمامہ میں بہت سے قراء شہید ہو گئے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ اگر ہر معرکہ میں قرآن کے قراء اسی طرح شہید ہوتے رہے تو قرآن کریم کا اکثر حصہ چلا جائے گا، میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن کو جمع کرنے کا حکم فرمائیں۔ میں نے عمر سے کہا: آپ وہ کام کیسے کریں گے جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا؟ عمرؓ نے کہا: اللہ کی قسم یہ کام بہتر ہے۔ حضرت عمرؓ بار بار مجھ سے یہی کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں میرا سینہ کھول دیا اور میں نے عمرؓ کی رائے سے اتفاق کیا۔ زیدؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: تم نوجوان عقلمند آدمی ہو تم پر کوئی اتہام بھی نہیں ہے اور تم رسول اللہ ﷺ کے لئے وحی لکھا کرتے تھے۔ پس تم قرآن کو تلاش کر کے اسے جمع کرو (حضرت زیدؓ فرماتے ہیں) اللہ کی قسم اگر یہ پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کو اپنی جگہ سے منتقل کرنے کا حکم دیتے تو وہ مجھ پر اتنا بھاری نہیں ہوتا جتنا کہ قرآن کو جمع کرنے کا حکم جو مجھے دیا گیا۔ میں نے کہا: آپ وہ کام کیوں کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ انھوں نے (ابو بکرؓ نے) فرمایا: اللہ کی قسم یہ کام بہتر ہے پس ابو بکرؓ برابر اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ (بھی) اس کام کے لیے کھول دیا جس کام کے لیے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا سینہ کھول دیا تھا۔ پس میں نے قرآن کو تلاش کیا اور کھجور کی ٹہنیوں، پتھر کی تختیوں اور لوگوں کے سینوں سے اسے جمع کیا)

حضرت زیدؓ نے نہایت احتیاط کے ساتھ اس کام کو انجام دیا۔ بہت سے صحابہ کے پاس قرآن کی وہ آیات محفوظ تھیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر نگرانی انھوں نے لکھی تھیں۔ حضرت زیدؓ نے انھیں ایک جگہ اکٹھا کیا تا کہ قرآن کا نیا نسخہ ان سے نقل کر کے لکھا جائے۔ چنانچہ یہ منادی کر دی گئی کہ جس کے پاس قرآن کا کوئی حصہ ہے وہ لے کر آئے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا:

...من كان تلقى من رسول الله ﷺ شيئا من القرآن فليات به...(۲۲)

(جس نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن کا کوئی جز وسیکھا وہ اسے لے آئے)

آپ اس وقت تک کسی کی لائی ہوئی آیت کو قبول نہ کرتے جب تک دو گواہ اس پر گواہی نہ دے لیتے تھے۔

فتح الباری میں تحریر ہے:

...ان ابابكر قال لعمرو لزيد: اقعد اعلى باب المسجد فمن جاء كما بشاهدين على شيء من كتاب الله فاكتباه... (۲۳)

(حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ اور حضرت زیدؓ سے کہا: تم دونوں مسجد کے دروازے پر بیٹھ جاؤ اور جو شخص تمہارے پاس قرآن کا کوئی حصہ دو گواہوں کے ساتھ لائے اس کو لکھ لو)۔ مفتی محمد شفیع تحریر فرماتے ہیں:

جب کوئی شخص ان کے پاس قرآن کریم کی کوئی لکھی ہوئی آیت لے کر آتا تو وہ مندرجہ ذیل چار طریقوں سے اس کی تصدیق کرتے تھے۔

۱۔ سب سے پہلے اپنی یادداشت سے اس کی توثیق کرتے۔

۲۔ پھر حضرت عمرؓ بھی حافظ قرآن تھے، حضرت ابوبکرؓ نے ان کو بھی اس کام میں حضرت زیدؓ کے ساتھ لگا دیا تھا اور جب کوئی شخص کوئی آیت لے کر آتا تھا تو حضرت زیدؓ اور حضرت عمرؓ دونوں مشترک طور پر اسے وصول کرتے تھے۔

۳۔ کوئی لکھی ہوئی آیت اس وقت تک قبول نہیں کی جاتی تھی جب تک دو قابل اعتبار گواہوں نے اس بات کی گواہی نہ دے دی ہو کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھی گئی تھی۔

۴۔ اس کے بعد ان لکھی ہوئی آیتوں کا ان مجموعوں کے ساتھ مقابلہ کیا جاتا تھا جو مختلف صحابہؓ نے تیار کر رکھے تھے۔(۲۴)

اس طرح حضرت ابوبکرؓ نے حفاظ صحابہ کی ایک جماعت کی مدد سے انتہائی احتیاط کے ساتھ آیات قرآنی کو جمع کرایا اور مصحف کی شکل دی۔ حضرت زیدؓ نے احتیاط کے ساتھ جمع کیا اس میں ہر سورۃ الگ صفحہ میں لکھی ہوئی تھی۔ اس نسخہ کا نام مصحف الام رکھا گیا یہ مصحف حضرت ابوبکرؓ کی وفات تک ان کے پاس رہا ان کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد ام المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس رہا۔

قرآن کو ایک کتاب کی شکل میں جمع کرنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایسا کارنامہ ہے جو ہمیشہ باقی رہے گا۔

جمع قرآن عہد فاروقیؓ میں

تدوین قرآن کے حوالے سے عہد صدیقی کا مطالعہ کرنے کے بعد عہد فاروقی میں اس سلسلہ میں کیا کام ہوا۔ اس پر نگاہ ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دور خلافت میں عہد صدیقی میں مدون شدہ نسخہ ہی کام آتا رہا۔ عہد صدیقی میں جمع القرآن کا کام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بار بار اصرار اور توجہ دلانے پر ہوا تھا۔

حفاظت قرآن کے لیے آپ کے دور میں یہ کام ہوئے:

۱۔ قرآن کی تعلیم کو عام کیا اور کثرت سے اس کی اشاعت کی۔

۲۔ قرآن کی تعلیم کو پھیلانے کے لیے قراء صحابہ اور معلمین کو دور دراز مقامات پر بھیجا۔

۳۔ قرآن کی صحت الفاظ پر توجہ دی اور اعراب کو محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا۔

۴۔ آپ خود بھی قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔

۵۔ قرآن کے حفظ کرنے پر بہت زیادہ زور دیا چنانچہ آپ کے دور میں حفاظ قرآن کی کثرت تھی۔

۶۔ مکاتب میں معلمین کی تنخواہ مقرر کی۔

۷۔ خانہ بدوش بدوؤں کے لئے قرآن کی تعلیم لازمی قرار دی۔

جمع قرآن عہد عثمانیؓ میں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اسلام دنیا کے دور دراز ممالک روم، ایران، شام، مصر اور عراق تک پھیل چکا تھا۔ اسلام قبول کرنے والوں میں عربوں کے علاوہ غیر عرب بھی شامل تھے۔

قرآن کا نزول سبعہ حروف پر ہوا تھا جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

...عمر بن الخطاب يقول .... فقال رسول الله ﷺ : ...ان هذا القرآن انزل على سبعة أحرف ، فاقرء وا اما تيسر منه (۲۵)

(عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے تو ان میں سے جو آسان معلوم ہو اس پر پڑھ لیا کریں)

چنانچہ حضور ﷺ نے صحابہ کو سبعہ احرف کے مطابق قرآن سکھایا تھا اور ہر صحابی نے اپنے شاگردوں کو اسی طرح قرآن سکھایا جس طرح اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا۔

قراءت کا یہ اختلاف جب مختلف ممالک میں پہنچا تو یہ چیز باہمی نزاع کا سبب بن گئی، اختلاف اس قدر شدید ہو گیا کہ لوگ ایک دوسرے کی تغلیط کرنے لگے۔ اس کے علاوہ مصحف ام کے سوا جو مدینے میں تھا کوئی اور نسخہ نہیں تھا جو پوری امت کے لیے نمونہ بن سکے۔

ان اسباب کے پیش نظر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام کے مشورے سے متفقہ طور پر عہد صدیقیؓ کے جمع کردہ صحیفوں سے نقل کر کے اس کے متعدد نسخے تیار کروائے اور ان کو اسلامی مفتوحہ ممالک میں بھیج کر اس فتنے کا سد باب کر دیا اور امت کو ایک قرآن پر جمع کرنے کا کارنامہ انجام دیا۔

اس واقعہ کی تفصیل حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یوں بیان کی ہے:

...حدثنا ابن شهاب: أن انس بن مالك حدثه: أن حذيفة بن اليمان قدم على عثمان وكان يغازى اهل الشام فى فتح ارمينية وأذربيجان مع اهل العراق، فأفزع حذيفة أختلافهم فى القراء ة، فقال حذيفة لعثمان: يا امير المؤمنين، أدرك هذه الأمة قبل أن

يـختـلفوا في الكتاب اختلاف اليهود و النصارى . فأرسل عثمان الى حفصة: أن أرسلي اليـنا بالصحف ننسخها في المصاحف ثم نردها اليـک، فأرسلت بها حفصة الى عثمان فأمر زيد بن ثابت، وعبد الله بن الزبير، وسعيد بن العاص، وعبد الرحمن بن الحارث بن هشـام، فـنسـخـو هـا في المصاحف، وقال عثمان للرهط القرشيين الثلاثة: اذا اختلفتم انـتـم وزيـد بـن ثـابـت فـي شـي ء من القرآن فاكتبوه بلسان قريش، فانما نزل بلسانهم، فـفعلوا حتى اذا نسخوا الصحف في المصا حف رد عثمان الصحف الى حفصة وأرسل الـى كـل أفـق بـمـصـحـف مـمـا نـسـخـوا، وأمـر بـمـا سواه من القرآن في كل صحيفـه أومصحف ان يحرقO (٢٦)

(ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ انس بن مالک نے انھیں بتایا کہ حضرت حذیفہ بن الیمان حضرت عثمان کے پاس آئے جب کہ وہ جہاد میں شریک تھے اہل شام اور اہل عراق کے ہمراہ آرمینیہ اور آذر بیجان کی فتح میں تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ قراءت میں ان کے اختلاف سے گھبرا گئے، انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ سے کہا: اے امیر المؤمنین اس امت کی خبر لیجئے، قبل اس کے کہ یہ یہود و نصاری کی طرح کتاب اللہ میں اختلاف کرنے لگے، پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے پاس صحائف بھیج دیں، ہم انھیں مصاحف میں نقل کرلیں گے پھر آپ کو واپس کر دیں گے، تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا، پس انھوں نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن العاص اور عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا (کہ ان صحیفوں کو مصاحف میں نقل کرلیں) تو انھوں نے ان کو مصاحف میں نقل کیا، اور عثمان رضی اللہ عنہ نے جماعت قریش کے تینوں افراد سے فرمایا کہ جب تم اور زید بن ثابت قرآن کی کسی چیز میں اختلاف کرو تو اس کو قریش کی زبان میں لکھنا کیونکہ قرآن انہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ انھوں نے ایسا ہی کیا، یہاں تک جب انھوں نے (ان) صحیفوں کو مصاحف میں نقل کرلیا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے ان صحیفوں کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو واپس لوٹا دیا اور ان مصاحف میں سے جو انھوں نے نقل کئے تھے ایک ایک مصحف ہر علاقے میں بھیج دیا اور حکم دیا کہ اس کے سوا قرآن میں سے جو کچھ کسی صحیفہ یا مصحف میں ہوا سے جلا دیا جائے)۔ ابو حاتم بجستانی کہتے ہیں:

... كتبت سبعة مصاحف الى مكة والى الشام والى اليمن والى البحرين والى البصرة والى الكوفة، وحبس بالمدينة واحداً... (٢٧)

(سات مصاحف لکھے گئے جو مکہ، شام، یمن، بحرین، بصرہ اور کوفہ بھیج دیئے گئے اور ایک مدینہ میں محفوظ رکھا گیا۔)

یہ آپؓ کا عظیم کارنامہ ہے کہ آپ نے قرآن کو اختلاف سے محفوظ رکھا اور قرآن کو ایک مصحف پر جمع کیا اور اس کی عام اشاعت کی۔ اسی وجہ سے آپ کو جامع القرآن کہا جاتا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس کارنامہ کو لوگوں نے بہت پسند کیا اور صحابہ کرام نے اس کی تائید کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

... قال علي: لا تقولو افى عثمان الا خيرا فو الله مافعل الذى فعل فى المصاحف الا عن ملأمنا ... (۲۸)

(حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کلمہ خیر کے سوا کچھ مت کہو کیونکہ اللہ کی قسم انھوں نے مصاحف کے معاملے میں جو کام کیا وہ ہماری ایک جماعت کثیر کی رائے سے کیا ہے۔)

جمع قرآن عہد مرتضویؓ میں:

جمع وتدوین قرآن کے تمام مراحل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت سے قبل ہی خلفائے ثلاثہ (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے عہد خلافت میں طے ہو چکے تھے۔

الاتقان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد درج ہے:

... لو وليت لعملت بالمصاحف التى عمل بها عثمان ... (۲۹)

(اگر میں خلیفہ ہوتا تو مصاحف کے ساتھ میں بھی وہی عمل کرتا جو عثمانؓ نے کیا ہے۔)

چنانچہ حضرت علیؓ کے دور خلافت میں بھی یہی نسخہ نافذ العمل رہا اور آج تک اسی نسخہ پر عمل کیا جا رہا ہے۔

قرآن کی حفاظت کے لیے آپ نے ابوالاسود الدؤلی کو نحو کے بنیادی اصول تحریر کروائے اور کثرت سے قرآن کی اشاعت کا اہتمام کیا۔

الغرض خلفائے راشدین نے قرآن کی جمع وتدوین اور حفاظت واشاعت کا جو اہتمام کیا تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

حوالہ جات

۱۔ القرآن:الحجر:۹

۲۔ القرآن:حٰم السجدۃ:۴۲

۳۔ القرآن:القیامۃ:۱۷

۴۔ الزرقانی،محمد عبدالعظیم،مناہل العرفان فی علوم القرآن،ج۱،ص۱۳۴،دارالکتب العلمیہ،بیروت،س ن

۵۔ القرآن:العنکبوت:۴۹

۶۔ القشیری،امام ابی الحسین مسلم ابن الحجاج،صحیح مسلم،کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا واھلھا،ص۱۰۹۸،دارالکتب العلمیہ،بیروت،۲۰۰۶ء

۷۔ القرآن:القیامۃ:۱۶۔۱۸

۸۔ القرآن:الاعلیٰ:۶

۹۔ البخاری،امام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل،صحیح البخاری،کتاب فضائل القرآن،باب کان جبریل یعرض القرآن علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم،ص۹۴۵،دارالکتب العلمیہ،بیروت،۲۰۰۷ء

۱۰۔ الزرقانی،محمد عبدالعظیم،مناہل العرفان فی علوم القرآن،ج۱،ص۱۳۵،۱۳۶،دارالکتب العلمیہ،بیروت،س ن

۱۱۔ العسقلانی،ابن حجر،امام احمد بن علی،فتح الباری بشرح صحیح البخاری،ج۸،ص۶۶۹،دارالریان للتراث،قاہرہ،۱۹۸۷ء والسیوطی، جلال الدین،الاتقان فی علوم القرآن،ج۱،ص۷۴،دارالفکر،بیروت،س ن

۱۲۔ الزرقانی،محمد عبدالعظیم،مناہل العرفان فی علوم القرآن،ج۱،ص۱۳۶،محولہ بالا

۱۳۔ السیوطی،جلال الدین،الاتقان فی علوم القرآن،ج۱،ص۷۴،دارالفکر،بیروت،س ن

۱۴۔ الزرقانی،محمد عبدالعظیم،مناہل العرفان فی علوم القرآن،ج۱،ص۱۳۶،محولہ بالا

۱۵۔ السیوطی،جلال الدین،الاتقان فی علوم القرآن،ج۱،ص۷۳،محولہ بالا

۱۶۔ القرآن:الانعام:۳۴

۱۷۔ ابن قیم الجوزی،شمس الدین ابی عبداللہ الدمشقی،زادالمعاد،ج۱،ص۳۰،مطبعۃ المیمنیہ،مصر،س ن

۱۸۔ العسقلانی،ابن حجر،امام احمد بن علی،فتح الباری بشرح صحیح البخاری،ج۸،ص۶۳۹،محولہ بالا

۱۹۔ الترمذی،امام ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ،سنن الترمذی،کتاب التفسیر القرآن،باب ومن سورۃ التوبہ،ص۸۵۱،دارالکتب العربی، بیروت،۲۰۰۵ء

۲۰۔ الزرقانی،محمد عبدالعظیم،مناہل العرفان فی علوم القرآن،ج۱،ص۱۳۸،محولہ بالا

۲۱۔ البخاری،امام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل،صحیح البخاری،کتاب فضائل القرآن،باب جمع القرآن،ص۹۴۳،محولہ بالا

۲۲۔ العسقلانی،ابن حجر،امام احمد بن علی،فتح الباری بشرح صحیح البخاری،ج۸،ص۶۳۱،محولہ بالا

۲۳۔ ایضاً ص۶۳۱،محولہ بالا

۲۴۔ مفتی، محمد شفیع، معارف القرآن، ج ا، ص ۳۹، ادارۃ المعارف، کراچی، ۱۹۷۴ء
۲۵۔ البخاری، امام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب انزل القرآن علی سبعۃ احرف، ص ۹۴۴، محولہ بالا
۲۶۔ ایضاً، باب جمع القرآن، ص ۹۴۳
۲۷۔ العسقلانی، ابن حجر، امام احمد بن علی، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، ج ۸، ص ۶۳۷، محولہ بالا
۲۸۔ ایضاً ج ۸، ص ۶۳۵
۲۹۔ السیوطی، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، ج ا، ص ۶۲، محولہ بالا

☆☆☆